

واقعہ کربلا



پس منظر، حقائق اور نتائج

(حصہ اول)

مولانا محمد البیاس گھمن
شہنشاہِ خلیفہ
حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

- 4..... شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد: 4
- 4..... حضرت امیر معاویہ سے خوشگوار تعلقات: 5
- 5..... یزید کی تخت نشینی اور بیعت کی ناکام خواہش: 5
- 5..... حاکم مدینہ ولید کا پیغام: 5
- 5..... عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی: 5
- 5..... حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مکہ روانگی: 6
- 6..... عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا خیر خواہانہ مشورہ: 6
- 6..... حاکم مدینہ عمرو بن سعید اشدق: 6
- 6..... عمرو بن زبیر کی مکہ کی طرف لشکر کشی: 7
- 7..... عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پیغام: 7
- 7..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پاس اہل کوفہ کے خطوط و وفود: 8
- 8..... مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام خط: 8
- 8..... کوفہ کی صورتحال: 8

- 8 مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط اور مبارک خواہشات:
- 9..... کوفہ کی جانب سفر کا ارادہ اور محبین کے مشورے:
- 9..... حالات کی تبدیلی:
- 10..... نیا حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد:
- 10..... مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کا رویہ:
- 10..... مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا 70 سپاہیوں سے مقابلہ:
- 10..... مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے عہد شکنی:
- 11 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پیغام:
- 11 ارادے کی مضبوطی اور منزل کی جانب مسلسل سفر:
- 12..... مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اور اپنے خاندان والوں کی قربانی دے کر قیامت تک آنے والی امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

دین اسلام کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے صبر و استقامت سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مستند واقعہ اختصار و جامعیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہمیں اس بات کا خوب اچھی طرح احساس ہو کہ یہ دین ہم تک کتنی قربانیوں کے بعد پہنچا ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے اس لیے پہنچایا ہے کہ اس پر عمل کیا جاتا رہے۔

شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد:

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، آپ رضی اللہ عنہ چھ ماہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور ان کے ہاتھ پر خود بھی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔

حضرت امیر معاویہ سے خوشگوار تعلقات:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے عہد میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے انتہائی محبت بھرا تعلق رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ دونوں کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام فرماتے انہیں مرہب کہتے اور قیمتی عطیات ان کی خدمت میں ہدیہ کرتے۔

یزید کی تخت نشینی اور بیعت کی ناکام خواہش:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوا۔ یزید نے اقتدار سنبھالتے ہی والی مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا کہ حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو میری بیعت کرنے پر مجبور کرو اور اس معاملے میں انہیں مہلت نہ دو۔

حاکم مدینہ ولید کا پیغام:

ولید نے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو میرے پاس لے آؤ! اس نے جا کر دونوں کو والی مدینہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ چند جوانوں کے ساتھ ولید کے پاس پہنچے۔ ولید نے یزید کا خط آپ کے سامنے رکھا۔ جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر تھی اور اپنی بیعت کی خواہش کا اظہار تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور بیعت والے معاملے کو فراموش کر دیا۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی:

دوسری طرف حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر راتوں رات مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مکہ روانگی:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف سفر شروع کیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ کی طرف جا رہے تھے تو

راستے میں عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ ملے، پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں؟

عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا خیر خواہانہ مشورہ:

عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہی رہیں اس میں خیر ہے کوفہ کی جانب رخ نہ کریں وہاں کے لوگوں کے آپ کے والد سے وفا نہیں کی۔ آپ سے بھی نہیں کریں گے۔ الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

حاکم مدینہ عمرو بن سعید اشدق:

یزید کو جب یہ معلوم ہوا کہ دونوں حضرات مدینہ سے چلے گئے ہیں تو اس نے مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کو حاکم مدینہ مقرر کر دیا۔

عمرو بن زبیر کی مکہ کی طرف لشکر کشی:

اس کی فوج میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھائی عمرو بن زبیر بھی تھا، بعض معاملات کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں شدید اختلاف تھا۔ عمرو بن زبیر نے پہلے تو ان لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ اس کے بعد والی مدینہ عمرو بن سعید اشدق کے مشورے سے دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر سکے۔

اس موقع پر ابو شریح خزاعی نے عمرو بن سعید کو اس کام سے روکا کہ اس سے مکہ کی حرمت پامال ہوگئی جو لوگ حرم میں پناہ گزین ہیں ان کی گرفتاری کے لیے فوج بھیجا اللہ کی مقرر کردہ حدود کو توڑنا ہے جو کہ حرام ہے۔ مگر عمرو بن سعید نے کوئی بات نہ مانی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پیغام:

عمرو بن زبیر دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہوا۔ مکہ سے باہر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے یزید نے حکم دیا ہے کہ آپ کو گرفتار کروں لیکن میں مکہ مکرمہ میں لڑائی جھگڑے کو مناسب نہیں سمجھتا اس لیے آپ خود کو میرے حوالے کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو مقابلے کے لیے بھیجا انہوں نے عمرو بن زبیر اور اس کے لشکر کو شکست دی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پاس اہل کوفہ کے خطوط و نواد:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہاں تین سے چار ماہ تک قیام فرمایا۔ کوفہ کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے ہیں، یزید تخت نشین ہوا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ لوگ کوفہ میں سلیمان بن صد کے مکان پر جمع ہوئے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد خطوط کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جن میں یزید کی شکایات،

اس کے خلاف اپنی حمایت و نصرت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔ خطوط کے ساتھ ساتھ کوفہ والوں کے چند وفود بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام خط:

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا اور ان کے ہاتھ ایک خط بھی اہل کوفہ کے نام لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

”بعد از سلام مسنون! مجھے آپ لوگوں کے خطوط ملے جس سے حالات کا اندازہ ہوا۔ میں اپنے معتمد چچا زاد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں تاکہ وہ حالات کا جائزہ لے کر مجھے بذریعہ خط مطلع کرے۔ ان کی طرف سے حالات کی بہتری کی اطلاع آئے گی تو میں کوفہ آ جاؤں گا۔“

کوفہ کی صورتحال:

جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے یہاں کے حالات سے اندازہ لگایا کہ لوگ یزید سے نفرت کرتے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے بے چین ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لینا شروع کر دی۔ چند دنوں میں صرف کوفہ کے تقریباً 18000 افراد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کر لی۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط اور مبارک خواہشات:

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو یہ اطمینان ہو گیا کہ حضرت

حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو پورا عراق ان کی بیعت کر لے گا حجاز مقدس کے لوگ پہلے ہی سے ان سے محبت کرنے والے اور تابع دار ہیں۔ اس لیے ملت اسلامیہ کے سر سے یزید کی مصیبت ختم ہو سکتی ہے، ایک صحیح اور مضبوط ریاست قائم ہو سکتی جس میں اسلام کی سر بلندی، تقویٰ، انصاف اور امن ہو گا۔ ان مبارک خواہشات اور حالات کے پیش نظر انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حالات سازگار ہیں آپ تشریف لائیں۔

کوفہ کی جانب سفر کا ارادہ اور محبین کے مشورے:

جب یہ خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ دیا گیا خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچا آپ نے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا۔ اس موقع پر آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ نے آپ کو خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ آپ کوفہ نہ جائیں۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی کوفہ جانے سے روکا۔ مگر آپ اپنی خلوص نیت کی بنیاد پر یہ سمجھتے تھے کہ میرے جانے سے وہاں کے لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اس لیے ان کے مشورے کے باوجود بھی سفر کا ارادہ ملتوی نہ کیا اور کوفہ کی طرف چل پڑے۔

حالات کی تبدیلی:

آپ سفر میں تھے کہ کوفہ کے حالات نے پلٹا کھایا، یزید کو معلوم ہوا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جو کوفہ کے حاکم ہیں ان کی موجودگی میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں تو اس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔

نبیاحاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد:

اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور اس کی طرف یہ خط لکھا کہ فوراً کوفہ جاؤ! حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ سے نکالو، یا اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ یا قتل کر دو۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کا رویہ:

عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ کا حاکم بننے ہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، حالات ایسے بن گئے تھے کہ ابن زیاد کے سپاہی حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار یا پھر قتل کرنے کے لیے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پہلے مختار بن ابی عبید کے گھر میں مقیم تھے، مخبری ہوئی تو ہانی بن عروہ کے گھر میں چلے گئے، وہاں سے بلال کے گھر پہنچے، جب بلال نے محسوس کیا کہ ہم پکڑے جائیں گے تو اس نے بھی مخبری کر دی۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا 70 سپاہیوں سے مقابلہ:

ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی زیر قیادت 70 افراد کا دستہ گرفتاری کے لیے بھیجا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس موقع پر محمد بن اشعث نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں اپنی جان کو ہلاک نہ کرو یہ لوگ تمہارے چچا زاد بھائی ہیں یہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے عہد شکنی:

70 افراد کا تن تھا مقابلہ کرتے کرتے جب حضرت مسلم بن عقیل

رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے۔ ان کو ایک سواری پر سوار کر دیا گیا اور ہتھیار لے لیے گئے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہلی عہد شکنی ہے کہ امن دینے کے بعد ہتھیار چھینے جا رہے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پیغام:

اس موقع پر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ روئے، محمد بن اشعث نے تسلی دی کہ فکر نہ کریں آپ کے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ حضرت مسلم بن عقیل نے فرمایا کہ میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے روتا ہوں جن کو میرا خط مل چکا ہو گا اور وہ چند دنوں میں کوفہ پہنچنے والے ہوں گے اور یہاں پہنچ کر تمہارے ہاتھوں اس مصیبت میں گرفتار ہوں گے جس میں اس وقت میں گرفتار ہوں۔ محمد بن اشعث کو کہا کہ آپ نے مجھے پناہ دی ہے لیکن حالات ایسے ہیں کہ آپ بے بس ہو جاؤ گے مجھے قتل کر دیا جائے گا۔

کم از کم میری ایک بات مانو کہ ایک قاصد حضرت حسین کی طرف بھیجو جو ان کو میری اس حالت کی اطلاع کر دے۔ اور ان کو میرا یہ پیغام دے کہ آپ اپنے قافلے والوں کے ہمراہ واپس لوٹ جائیں کوفہ نہ آئیں۔

ارادے کی مضبوطی اور منزل کی جانب مسلسل سفر:

محمد بن اشعث نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا کہ میں ایک قاصد حضرت حسین کی طرف بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اپنے وعدے کے مطابق ایک شخص کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ حضرت حسین

رضی اللہ عنہ اس وقت مقام زیالہ تک پہنچ چکے تھے۔ یہاں ان کو حضرت مسلم بن عقیل کا پیغام ملا۔ اس کے باوجود آپ نے ارادہ ملتوی نہ کیا بلکہ آگے کی جانب بڑھتے رہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

محمد بن اشعث حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو امان دے کر ابن زیاد کے دربار میں لایا، اور ابن زیاد سے کہا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے، ابن زیاد نے غصے سے کہا کہ میں نے تمہیں امان دینے کے لیے نہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

..... جاری ہے

اللہ کریم ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد ریاض لکھنؤ

پیر، یکم اگست، 2022ء

واقعہ کربلا



پس منظر، حقائق اور نتائج

(حصہ دوم)

مولانا محمد البیاس گھمن
شہنشاہِ خلیفہ
حفظہ اللہ

خالقہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

- 5 حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات:
- 5 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام:
- 6 قاصد حسین کی گرفتاری:
- 6 قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق:
- 6 قاصد حسین کا قتل:
- 7 شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع:
- 7 قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت:
- 8 عبد اللہ بن لقیط کی شہادت:
- 8 حضرت حسین کا جامع ترین خطبہ:
- 8 چند لوگوں کی واپسی:
- 9 حرب بن یزید کا لشکر:
- 9 نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی:
- 10 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:
- 10 حرب بن یزید کی رکاوٹ:

- 10..... واپسی کا حکم:
- 11 حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حرب بن یزید کا مکالمہ:
- 11 نہ کوفہ نہ مدینہ:
- 11 قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن:
- 12..... حرب بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام:
- 12..... ہم پہل نہیں کریں گے:
- 12..... عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں:
- 13 عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط:
- 13 ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم:
- 13 پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول:
- 14..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:
- 14..... عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط:
- 14..... شمر ذی الجوشن کی خباثت:
- 15..... شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط:
- 15..... ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام:

- 16..... عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط: 16.....
- 16..... خواب میں زیارت رسول ﷺ: 16.....
- 16..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام: 16.....
- 17..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ: 17.....
- 17..... سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت: 17.....
- 18..... عاشوراء کی رات: 18.....
- 18..... صفوں کی ترتیب: 18.....
- 18..... حرب بن یزید کی لشکر حسین میں شرکت: 18.....
- 18..... حرب بن یزید کی معافی اور شہادت: 18.....
- 19..... دشمنوں کی سفاکی: 19.....
- 19..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: 19.....
- 19..... آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا: 19.....
- 20..... شہدائے کربلا کی بے حرمتی: 20.....
- 20..... ظلم بالائے ظلم: 20.....
- 20..... ارے ابن زیاد ارے بد بخت: 20.....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سفیر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر جنہیں ابن زیاد نے شہید کر دیا۔ کوفیوں کی غداری اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت ہوئی جب آپ مکہ سے نکل کر کوفہ کے قریب پہنچے۔

حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات:

دوسری طرف حاکم مکہ نے یزید کو اسی وقت یہ اطلاع بھیج دی تھی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف پیغام بھیجا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ آرہے ہیں، خبردار رہنا۔ جس راستے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لارہے تھے اسی راستے پر ابن زیاد نے فوجی دستے مقرر کر دیے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ ابن زیاد نے اپنی فوج کے ایک افسر حصین بن نمیر کو آگے بھیجا کہ قادیسیہ پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی خوب تیاری کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مقام حاجر تک پہنچے تو آپ نے کوفہ والوں کے نام ایک خط لکھا اور قیس بن مسہر رحمہ اللہ کے ہاتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ اس خط میں اپنی آمد کی اطلاع دی اور اہل کوفہ نے جس کام کے لیے خطوط و

و خود بھیجے تھے اس کام کو پورا کرنے کی ہدایت دی۔

قاصد حسین کی گرفتاری:

قیس بن مسہر رحمہ اللہ جب یہ خط لے کر قادسیہ پہنچے تو ابن زیاد کے سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس بن مسہر رحمہ اللہ سے کہا کہ میری قصاصات کی چھت پر چڑھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر سب و شتم اور لعن طعن کرو۔ حضرت قیس بن مسہر کو قصاصات کی چھت پر چڑھایا گیا لوگ جمع کیے گئے۔

قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق:

حضرت قیس بن مسہر رحمہ اللہ نے چھت پر چڑھ کر بلند آواز میں پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا: کوفہ والو!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور لختِ جگر ہیں۔ اس وقت خلقِ خدا میں سب سے بہتر انسان ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ مقامِ حاجر تک تشریف لاکچے ہیں آپ لوگ آگے بڑھ کر ان کا استقبال کریں اور ان سے جو وعدہ کیا تھا اُس کو پورا کریں۔ اس کے بعد ابن زیاد کو سخت کوسا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دعائے مغفرت کی۔

قاصد حسین کا قتل:

ابن زیاد اس دلیری پر بہت حیران ہوا اور حکم دیا کہ قیس بن مسہر رحمہ

اللہ کو چھت سے نیچے گرا دیا جائے۔ سپاہیوں نے آپ کو چھت نے گرایا اور آپ جام شہادت نوش کر گئے۔

شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلسل کوفہ کی طرف بڑھ رہے تھے جب آپ مقام ثعلبہ تک پہنچے تو محمد بن اشعث نے کا قاصد آپ سے ملا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی۔

قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں کی طرف سے یہ اصرار ہوا کہ آپ کو مزید آگے نہیں جانا چاہیے کیونکہ جس مقصد کے لیے آپ نے سفر شروع کیا تھا (لوگوں سے بیعت لے کر یزید کے ظلم کو ختم کرنا) اب وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ آثار یہی نظر آرہے ہیں بلکہ اس بات کو قوی اندیشہ ہے کہ کوفہ کے جن لوگوں نے آپ کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے وہی غداری کر کے آپ کے مقابلے پر اتر آئیں گے۔ اس لیے حالات کا تقاضا یہی ہے کہ مزید آگے کی طرف سفر نہ کیا جائے۔

جبکہ بعض ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نہیں آپ کی شان اور مقام بہت بلند ہے ہمیں امید ہے کہ جب اہل کوفہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ کے ساتھ ہو جائیں گے، اس لیے ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ اس سفر میں اس حقیقت کا مشاہدہ کھلی آنکھوں کے ساتھ کر رہے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جہاں پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں کے لوگ آپ کے

ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے اور کچھ شریک سفر بھی بن جاتے تھے۔ یہ آگے بڑھنے کی ایک وجہ تھی۔

اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کے اس سفر میں شریک آلِ عقیل بھی تھے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی خبر نے ان کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ ہم مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں گے یا پھر انہی کی طرح جام شہادت نوش کریں گے۔

عبداللہ بن لقیط رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ان اہم وجوہات کی بنیاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ جب آپ مقام زیالہ تک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن لقیط کو (جن کو راستے سے ہی آپ رضی اللہ عنہ حضرت مسلم بن عقیل کی طرف بھیجا تھا) قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جامع ترین خطبہ:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شرکاء قافلہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ جن لوگوں نے ہمیں بلایا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اب جس کا جی چاہے وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے سر پر نہیں لینا چاہتا۔

چند لوگوں کی واپسی:

آپ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر ان لوگوں نے واپسی کی راہ لی جو

راستے میں آپ کے شریک سفر بنے تھے۔ اور صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے۔

حر بن یزید کا لشکر:

آپ رضی اللہ عنہ مزید آگے بڑھے، مقام عقبہ تک پہنچے۔ وہاں سے آگے کی طرف چلے تو دور سے ایک لشکر کے آثار دکھائی دیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قریب ایک پہاڑی تھی وہاں محاذ بنایا۔ ابھی انہی تیاریوں میں مصروف تھے کہ حر بن یزید (یہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا نہیں ہے، یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ ”بن یزید“ کے لفظ سے اسے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نہ سمجھ لیا جائے) ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر آپ کے قافلے کے قریب پہنچ گیا۔ حر بن یزید کو حصین بن نمیر نے اس طرف بھیجا تو اور حصین بن نمیر کو ابن زیاد نے مقرر کیا تھا۔ اور ابن زیاد کو یزید نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ گویا حر بن یزید بالواسطہ یزید کا فوجی افسر تھا جو ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر یہاں تک پہنچ چکا تھا۔

نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی:

ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا اہل بیت کے قافلے نے نماز کی تیاری کی، حر بن یزید اور اس کے لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو قافلہ حسینی کے موزن نے عصر کی اذان دی، آپ رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی حر بن یزید نے اپنے لشکر سمیت یہ نماز بھی آپ

کی اقتداء میں ادا کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع بین الصلوٰتین (ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں ادا کرنے) کا نظریہ درست نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے حرب بن یزید اور اس کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو اور اہل حق کا حق پہچانو! تو یہ اللہ کی رضا کا سبب ہو گا۔ ہم اہل بیت اس خلافت کے اُن لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جو حق کے خلاف اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں پر ظلم کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر تم لوگ ہمارے حق سے ناواقف ہو یا اب تمہاری وہ رائے نہیں رہی جو تم نے مجھے خطوط میں لکھی ہے اور قاصدوں نے مجھ تک پہنچائی تھی تو میں (اپنے لشکر سمیت مدینہ منورہ) واپس لوٹ جاتا ہوں۔

حرب بن یزید کی رکاوٹ:

حرب بن یزید نے کہا کہ مجھے خطوط و وفود کا علم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا انہوں نے دو بڑے تھیلے جن میں کوفیوں کے خطوط تھے وہ حرب بن یزید کے سامنے انڈیل دیے۔ حرب نے کہا کہ ہم یہ خطوط لکھنے والے نہیں ہمیں امیر کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ہم آپ کو ہر قیمت ابن زیاد تک پہنچائیں۔

واپسی کا حکم:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قافلے والوں کو حکم دیا کہ

سواریاں / سامان سفر کو تیار کرو اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں نے اپنی سواریاں / سامان سفر تیار کیا یہاں تک کہ سوار یوں پر سوار بھی ہو گئے بلکہ عملی طور پر مدینہ کی طرف سفر بھی شروع کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کا مکالمہ:

حر بن یزید نے رکاوٹ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں آپ کو مدینہ کی طرف نہیں جانے دوں گا بلکہ ہر صورت تمہیں ابن زیاد تک پہنچاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی کسی صورت ابن زیاد کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ حر بن یزید نے مزید یہ بھی کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ قتال اور آپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

نہ کوفہ نہ مدینہ:

کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ نہ آپ واپس مدینہ جائیں اور نہ ہی ابن زیاد کے پاس کوفہ جائیں بلکہ ایک تیسرا راستہ اختیار کر لیں۔ جو نہ مدینہ جاتا ہو اور نہ ہی کوفہ جاتا ہو۔ اس بات پر اتفاق کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مقام طُف (جسے بعد میں کربلا کا نام دیا گیا) کی طرف چل دیے۔

قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن:

سفر کرتے کرتے محرم الحرام سن 61ھ کی دو تاریخ کو کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔ اس سارے سفر میں حر بن یزید اپنے لشکر کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہا۔ سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ جو خطبے ارشاد فرماتے

اس سے حربن یزید بہت متاثر ہوا۔

حربن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام:

اسی دوران ابن زیاد کا قاصد حربن یزید کے پاس آیا اور ایک خط حوالے کیا جس میں حربن یزید کو یہ پیغام دیا گیا تھا کہ میرا یہ خط تمہیں جہاں ملے تم اسی جگہ رک جاو اور حسین پر میدان تنگ کر دو۔ کوشش کرو کہ ایسی جگہ پر انہیں روکو جہاں پانی نہ ہو۔ میں نے اپنے قاصد کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ رہے گا جب تک تم میری بات پوری نہیں کر لیتے۔

حربن یزید نے اس خط کا مضمون حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سنادیا اور عرض کی کہ میں مجبور ہوں۔

ہم پہل نہیں کریں گے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے زہیر یا زبیر بن القین نے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ہر آنے والی گھڑی ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے آپ ہمیں اجازت دیں ہم حربن یزید اور اس کے لشکر سے لڑتے ہیں کیونکہ ان سے لڑنا اس قدر مشکل نہیں جس قدر ان کے پیچھے آنے والوں لشکروں سے لڑنا مشکل ہو گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لڑائی میں پہل نہیں کریں گے۔

عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں:

آپ کربلا میں ہی تھے کہ دوسرے دن عمر بن سعد کو ابن زیاد نے چار

ہزار کا لشکر دے کر بھیجا، وہ چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ کربلا پہنچا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی، آنے کی وجہ پوچھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بتلادیا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ اہل کوفہ نے مجھے بلایا ہے۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو میں بھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط:

عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے سے ابن زیاد کو بذریعہ خط آگاہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس جانے کو تیار ہیں۔

ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم:

ابن زیاد نے اس خط کے جواب میں عمر بن سعد کو یہ لکھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سامنے صرف ایک بات رکھو کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟ عمر بن سعد کو مزید لکھا کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے قافلے والوں پر پانی بند کر دو۔

پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول:

حسب حکم آپ رضی اللہ عنہ اور قافلے پر پانی بند کر دیا گیا یہ آپ کی شہادت سے 3 دن پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ کچھ افراد کو ساتھ لے کر جاؤ اور پانی کے مشکیزے بھر لاؤ۔ انہوں نے 30 سوار اور 30 پیادہ لوگوں کو ساتھ لیا، عمر بن سعد کی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر 20 مشکیزے پانی بھر لائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

اس کے بعد عمر بن سعد نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز کو اختیار کر لیں:

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں (مدینہ منورہ) واپس جانے دیا جائے۔
2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہ بات کر سکوں۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیا جائے تاکہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط:

عمر بن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ

اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھا دی ہے اور مسلمانوں کو ایک کلمہ (بات) پر متفق فرما دیا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تین صورتوں میں سے جس کو اختیار کر لیا جائے اسی میں امت کی صلاح و فلاح ہے۔

شمر ذی الجوشن کی خباث:

ابن زیاد کو جب یہ خط پہنچا تو وہ اس سے متاثر ہوا۔ لیکن بد قسمتی سے اس کے دربار میں شمر ذی الجوشن نامی شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے دل میں اہل بیت کا بغض بھرا ہوا تھا۔ اس نے ابن زیاد کو کہا کہ آپ حسین بن علی کو مہلت دینا

چاہتے ہو کہ وہ مضبوط ہو کر تمہارے خلاف جنگ کرے۔ اگر وہ ابھی تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو دوبارہ تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ مجھے تو اس میں عمر بن سعد کی ملی بھگت اور سازش کی بو آ رہی ہے۔ اس لیے آپ ایسے کریں کہ ایک مرتبہ آپ حسین بن علی کو اپنے دربار میں بلا لیں جب وہ آپ کے پاس آجائے تو آپ کی مرضی آپ معاف کریں یا (یزید کی بیعت نہ کرنے پر) سزا دیں۔

شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط:

ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن کی رائے کو قبول کیا اور اسی مضمون کا خط عمر بن سعد کو لکھا اور یہ خط شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کے پاس بھیجا۔ مزید یہ تاکید بھی کی کہ اگر عمر بن سعد بات مان لے تو ٹھیک ورنہ تم اسے قتل کر دینا اور اس کے بعد میری طرف سے لشکر کے امیر خود بن جانا۔

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام:

بعد از سلام! میں نے تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو، ان کو مہلت دو یا پھر ان کی سفارش کرو۔ اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو حفاظت کے ساتھ یہاں پہنچا دو۔ ورنہ ان سے فیصلہ کن جنگ کرو یہاں تک کہ ان کو قتل کر دو۔ پھر ان کی لاشوں کا مثلاً کرو (اعضائے جسم کو کاٹ)۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں، قتل کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کو روند ڈالو۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تمہیں ایک فرمانبراد کی طرح انعام ملے اور اگر تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے تو لشکر چھوڑ دو اور لشکر کی قیادت شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو۔

عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط:

محرم کی نو تاریخ کو شمر ذی الجوشن عمر بن سعد کے پاس پہنچا، اس کے سامنے ابن زیاد کا خط رکھا۔ عمر بن سعد سمجھ گئے کہ یہ شمر کی خباث و شرارت ہے۔ عمر بن سعد نے شمر ذی الجوشن سے کہا کہ تم نے بڑا ظلم کیا، مسلمانوں کا ایک بات پر اتفاق ہو رہا تھا لیکن تم نے دوبارہ جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی ہے اور خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا۔

خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کی بات ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ذلت سے موت بہتر ہے۔ اسی دوران آپ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب آپ ہمارے پاس آنے والو ہو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی، آپ کی ہمیشہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خواب سنایا جسے سن کر رونا آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر کی تلقین کی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام:

کچھ دیر کے بعد شمر کا لشکر آپ کی طرف بڑھنے لگا، آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما آگے بڑھے ان سے بات کی شمر نے بلا مہلت قتال کا اعلان کیا۔ عباس بن علی رضی اللہ عنہما نے آکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شمر کے نام پیغام بھیجا کہ آج رات قتال کو ملتوی کرو۔ میں نے قافلے والوں کو کچھ وصیتیں اور نصیحتیں کرنی ہیں۔ دعاء

مناجات اور استغفار میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔

شمر، ابن زیاد وغیرہ نے باہمی مشورے سے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قافلے والوں کو نہایت پر جوش انداز میں خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

میں اللہ کا ہر حال میں شکر ادا کرتا ہوں، راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی..... میرے علم کے مطابق آج کسی شخص کے ایسے وفادار ساتھی نہیں ہیں جو جیسے میرے ساتھی ہیں اور نہ کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو میری طرف سے جزائے خیر دے، ہو سکتا ہے کہ کل کا دن ہمارا آخری دن ثابت ہو اس لیے میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ لوگ رات کی تاریکی میں یہاں سے دور چلے جائیں، میرے اہل بیت کو بھی ساتھ لے جائیں کیونکہ دشمن صرف میرا طلب گار ہے جب مجھے پالے گا تو دوسروں کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سب رفقاء نے وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے کہا ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت:

اس موقع پر حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا بے قرار ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا: میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت کی خبر سن کر تم

کپڑے نہ پھاڑنا، سینہ کو بی نہ کرنا اور چلا کر رونے (نوحہ کرنے) سے بچنا۔

عاشوراء کی رات:

تمام حضرات نے اپنے رب کے حضور آہ زاری کرتے ہوئے رات گزار دی۔ دشمن کے مسلح سوار ساری رات خیموں کے گرد گھومتے رہے۔

صفوں کی ترتیب:

آخر دس محرم بروز جمعۃ المبارک فجر کی نماز کے بعد عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صفیں قائم کیں۔ 23 سوار اور 40 پیدل کل 172 افراد تھے۔

حربن یزید کی لشکر حسینی میں شرکت:

عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر ایک حصے کا الگ امیر مقرر کیا۔ ان میں سے ایک حصے کا امیر حربن یزید تھا۔ جو سب سے پہلے ایک ہزار کا لشکر دے کر مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ کافی دنوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ رہا تھا۔ مقابلہ شروع ہوا تو حربن یزید نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر حسینی میں شامل ہو گیا۔

حربن یزید کی معافی اور شہادت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی: میری ابتدائی غفلت اور آپ کو واپسی کا راستہ نہ دینے کے نتائج کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ قسم بخدا! مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف اس حد تک پہنچ جائیں گے

اور آپ کی بات نہیں مانیں گے اگر مجھے یہ اندازہ ہوتا تو میں آپ کو راہ دے دیتا۔ مجھے معاف فرمائیے اور اپنے لشکر کا سپاہی سمجھیے چنانچہ یہ اسی میدان میں لشکر حسین کا حصہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے۔

دشمنوں کی سفاکی:

عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی۔ یزیدی لشکر جو ابن زیاد، عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن کی قیادت میں اہل بیت سے لڑ رہا تھا ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کے 72 افراد شہید ہوئے۔ دشمنوں نے انتہائی سفاکی اور بیدردی سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے دودھ پیتے بچوں کو بھی خون میں نہلانے اور قتل کرنے سے دریغ نہ کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

زرعہ بن شریک نے نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بائیں کندھے پر تلوار کا وار کیا، کمزوری سے پیچھے کی طرف ہٹے تو سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے نیزہ مارا جس سے شانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار زمین پر آگیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر آپ کے سر مبارک کو جسم سے جدا کر دیا۔

آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا:

جنت اپنے سردار کا راہ تک رہی تھی دسویں محرم کا ڈوبتا سورج اپنے ساتھ آفتاب اہل بیت کے وجود کو دنیا والوں سے اوچھل کر گیا لیکن اس کی کرنیں تاحق قیامت روشنی بکھیرتی رہیں گی۔

شہدائے کربلا کی بے حرمتی:

بدبخت ابن زیاد کا حکم تھا کہ قافلہ حسینی کے شہداء کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالو۔ عمر بن سعد نے چند سواروں کو اس کا حکم دیا انہوں نے یہ بھی کر دیا اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک اجسام کی بے حرمتی کرنے لگے۔

ظلم بالائے ظلم:

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم اہل بیت کے شہداء کے مبارک سروں کو لے کر ابن زیاد کے دربار میں آئے۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا۔ سب کے سامنے اس بدبخت نے انتہائی گستاخی کرتے ہوئے اپنی چھڑی کے ذریعے نواسہ رسول کے ہونٹوں (بوسہ گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کھینے لگا۔

ارے ابن زیاد ارے بدبخت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس مجلس میں موجود تھے ضعیف العمر ہونے کے باوجود قوی الایمان تھے، ابن زیاد سے فرمانے لگے: ارے بدبخت! اپنی چھڑی کو ان مبارک ہونٹوں سے دور کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

اس کے بعد اہل بیت کے قافلے (خواتین اور بچوں) کو کوفہ کی طرف

لے جایا گیا۔ تفصیل آئندہ قسط میں ان شاء اللہ

جاری ہے

والسلام

مصباحی

پیر، 8 اگست، 2022ء